از عدالتِ اعظمیٰ

پدم سین ودیگر

بنام

ریاست اتر پردیش

(جعفرامام، اے کے سارکر اور راگھوبردیال، جسٹس)۔

اکاؤنٹس بک ضبط کرنے کے لیے کمشنر کی تقرری-سول کورٹ کے موروثی اختیارات کی توثیق-ضابطہ دیوانی، 1908 (1908 کا V)، دفعات 75,

151 آرڈر XXVI -۔

سول کورٹ کے ذریعے دائرہ اختیار کے بغیر مقرر کردہ عوامی نوکر-کمشنر-چاہے وہ سرکاری ملازم کی حیثیت کے قبضے میں ہو-تعزیراتِ ہند XLV سالہ، 1860 (1860 کا دفعہ 21, تشریح 2.

ایک منصف نیمدعی کی اکاؤنٹس بک کو مقدمے میں ضبط کرنے اور انہیں اس کے سامنے پیش کرنے کے لیے ایک آر کو کمشنر مقرر کیا۔ آر" نے کھاتوں کی کتابیں ضبط کر لیں، اور جب وہ اس کے قبضے میں تھے تو اپیل گزاروں نے آر کو ان کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کرنے کی اجازت دینے پر رشوت کی پیشکش کی۔ اپیل گزاروں پر تعزیراتِ ہند کی 165(a) کے تحت مقدمہ چلایا جا کر سزدی گئی۔ اپیل گزاروں نے دعوی کیا کہ منصف کو کھاتوں کی کتابوں کو ضبط کرنے کے لیے کمشنر مقرر کرنے کا کوئی دائرہ اختیار نہیں ہے، کہ کمشنر کے طور پر آر کی تقرری کالعدم ہے اور اس کے نتیجے میں آر سرکاری ملازم نہیں تھا اور اپیل گزاروں نے اسے رشوت دینے میں کوئی جرم نہیں کیا۔ جوابدہندگان نے زور دے کر کہا کہ منصف کو اس کے موروثی اختیارات کے تحت دائرہ اختیار حاصل ہے۔ دفعہ 51, ضابطہ دیوانی، کمشنر کی تقرری کے لیے اور یہ کہ کسی بھی صورت میں آر کے طور پر وضاحت 2 کے تحت ایک سرکاری ملازم کی صورت حال کے حقیقی قبضے میں تھا۔ دفعہ 21 تعزیرات ہند کے مطابق، اسے عوامی نوکر سمجھا جائے گا۔

یہ مانا گیا کہ آر سرکاری ملازم نہیں تھا اور اپیل گزاروں نے اسے رشوت کی پیشکش کر کے تعزیرات کی دفعہ 165-اے کے تحت کوئی جرم نہیں کیا۔

منصف کے پاس کھاتوں کی کتابوں کو ضبط کرنے کے لیے کمشنر مقرر کرنے کا کوئی موروثی اختیار نہیں تھا اور اس کا حکم کالعدم تھ۔ دفعہ 151, ضابطہ دیوانی کے تحت موروثی

اختیارات اس طریقہ کار کے حوالے سے تھا جس پر عدالت کو اپنے سامنے کی وجہ کا فیصلہ کرنے میں عمل کرنا تھا۔اس طرح کے اختیارات مقدمہ بازوں کے بنیادی حقوق پر حاوی نہیں ہوتے تھے۔کسی فریق کو اپنی کھاتوں کی کتابوں پر مکمل حقوق حاصل تھے اور عدالت کو اس کی جائیداد کو زبردستی ضبط کرنے کا کوئی موروثی اختیار نہیں تھا۔

وضاحت 2 دفعہ 21 تعزاتِ ہند،صرف اس شخص پر لاگو ہوتا ہے جس کے پاس اصل میں سرکاری ملازم کا پہلے سے موجود عہدہ ہوتا ہے۔موجودہ معاملے میں کمشنر کا کوئی عہدہ یا عہدہ موجود نہیں تھا جس کے بارے میں کہا جاسکے کہ اس پر آر کا قبضہ تھا۔اس کی تقرری دائرہ اختیار آر کے بغیر ہونے کی وجہ سے اسے سرکاری ملازم نہیں سمجھا جا سکتا تھا۔

مجرمانہ اپیل کا اختیار:فوجداری اپیل نمبر۔149 / 1958۔

1956 کی فوجداری اپیل نمبر 1154 میں الہ آباد، ہائی کورٹ کے 27 اکتوبر 1958 کے فیصلے اور حکم سے اپیل۔

اپیل کنندہ کی طرف سے این سی چٹرجی اور آر ایل کوہلی۔

جواب دہندہ کے لیےسی۔ماتھر اور سی۔پی۔لال،

27 ستمبر 1960 عدالت کا فیصلہ اس کے ذریعے دیا گیا

راگھوبر دیال جسٹس-یہ پدم سین اور شیکھر چند کی طرف سے الا آباد ہائی کورٹ کے اس حکم کے خلاف اپیل ہے جس میں خصوصی جج میرٹھ کے حکم کے خلاف ان کی اپیل کو مسترد کر دیا گیا تھا، جس کے تحت انہیں دفعہ 165-a تعزاتِ ہند کے تحت مجرم ٹھہرایا گیا۔عدالتِ عالیہ نے اپیل بخلافِ حکم کا اجازت فراہم کیا۔

،ایک گندا مال والد شیکھر چندہ اپیل کندہ نمبر 2 نے متھن لال وغیرہ کے خلاف ایڈیشنل منصف غازی آباد میں پرامیزری نوٹسز کی بنیاد پر مدعالیہان کے خلاف دعویٰ بابتِ وصولِ روپے دائر کیا۔مدعا علیہان نے اس خدشے کے پیشِ نظر کہ مدعی ان کی طرف سے کی گئی ادائیگیوں کے سلسلے میں اپنی کھاتوں کی کتابوں کو من گھڑت بنائے گا،مدعی کی کھاتوں کی کتابوں کو ضبط کرنے کے لیے درخواست دی۔ایڈیشنل منصف نے 27 مارچ 1954 کے اپنے حکم سے سری رگھوبیر پرشاد وکیل کو ان کھاتوں کی کتابوں کو ضبط کرنے کے لیے کمشنر مقرر کیا۔کمشنر نے اس کے مطابق ان کتابوں کو ضبط کر کے غازی آباد لایا۔

اپیل گزاروں کو خصوصی جج نے تحت دفعہ a-165 تعزیراتِ ہند کمشنر کو رشوت پیش کرنے کیلئے تاکہ اُس کو موقع فراہم کیا جائے کہ حساب کے کتابوں کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کیا جائے۔سزا دیا۔ اُن کا سزا عدالتِ عالیہ نے برقرار رکھا۔

نیچے دی گئی دونوں عدالتوں نے پایا ہے کہ اپیل کنندگان 30 مارچ 1954 کو کمشنر کے دفتر گئے اور انہیں 900 روپے کی پیشکش کی۔ اپیل کنندگان درج ذیل عدالتوں کے ذریعے درج کردہ حقائق کے ان نتائج کو چیلنج نہیں کرتے ہیں۔ان کی واحد دلیل یہ ہے کہ کمشنر سری رگھوبیر پرشاد ایک سرکاری ملازم نہیں تھے، اور اس لیے درج ذیل عدالتوں کے ذریعے حاصل کردہ حقائق کے نتائج کی بنیاد پر بھی انہوں نے تحت a,165 تعزیراتِ ہند کوئی جرم نہیں کیا۔

اپیل گزاروں کی طرف سے یہ دعوی کیا گیا ہے کہ سری رگھوبیر پرشاد کی کمشنر کے طور پر تقرری کا باطل اور کالعدم تھی کیونکہ ایڈیشنل منصف کو مدعا علیہان کی درخواست پر مدعی کی کھاتوں کی کتابوں کو ضبط کرنے کے مقصد سے کمشنر مقرر کرنے کا کوئی اختیار نہیں تھا، سول کورٹ کا کمیشن جاری کرنے کا اختیار جس کی رویوں کے مطابق محدود تھا۔دفعہ 75 اور آرڈر XXVI (جسے اس کے بعد کوڈ کہا جاتا ہے)، اور عدالت کو کسی بھی مقصد کے لیے کمشنر مقرر کرنے کا کوئی موروثی اختیار نہیں ہے جس کا ذکر دفعہ 75 اور XXVI کوڈ میں ذکر نہیں کیا گیا ہے۔ریاست کی جانب سے اس بات پر زور دیا جاتا ہے کہ عدالت اپنے محفوظ کردہ اختیارات کے استعمال میں کمشنر کا تقرر کرسکتی ہے۔دفعہ 151 کوڈ کے ان مقاصد کے لیے جو کہ دفعہ 75 اور اور کوڈ کا آرڈر XXVI پرووژنز کے اندر نہیں آتے ہیں۔

ریاست کے لیے مزید پیش کیا جاتا ہے کہ اگر ایڈیشنل منصف کے پاس کھاتوں کی کتابوں کو ضبط کرنے کے لیے کمشنر مقرر کرنے کا کوئی اختیار نہ بھی ہو، تو سری رگھوبیر پرشاد کو وضاحت 2 دفعہ 21 تعزیراتِ ہند کے پیش نظر سرکاری ملازم سمجھا جائے گا۔کیونکہ کہ وہ اصل میں ایک سرکاری ملازم کی صورت حال کے قبضے میں تھا کیونکہ اس نے کمشنر کے طور پر کام کیا تھا اور اپیل گزاروں اور سول سوٹ سے منسلک دیگر افراد نے اسے تسلیم کیا تھا۔

ضابطہ کے دفعہ 75 عدالت کو چار مقاصد کے لیے مقرر کردہ شرائط اور حدود کے تابع جاری کرنے اور کمیشن کرنے کا اختیار دیتی ہے۔ , کسی شخص کی جانچ پڑتال کرنے کے لیے، مقامی تحقیقات کرنے کے لیے، اکاؤنٹس کی جانچ پڑتال یا ایڈجسٹ کرنے کے لیے اور تقسیم

کرنے کے لیے۔آرڈر XXVI کمیشن اور متعلقہ معاملے سے متعلق قواعد مرتب کرتا ہے۔فاضل وکیل مسٹر چٹرجی نے اپیل کنندہ ہنگان کی جانب سے دلیل پیش کیا ہے کہ عدالت کے اختیارات ضابطے کے چاروں کونوں میں پائے جانے چاہئیں اور یہ کہ جب ضابطے کے دفعہ 75 کمیشنرز کے نسبت واضع دلیل ہو۔ عدالت اپنا بنیادی اختیار زیر دفعہ 151 کو بروئے کا نہیں لاسکتا ہے۔اور اسے اختیارات کو مزید بڑھائے گا۔دوسری طرف، ریاست کے لیے یہ پیش کیا جاتا ہے کہ ضابطہ مکمل نہیں ہے اور عدالت، اپنے موروثی اختیارات کا استعمال کرتے ہوئے، کوئی بھی طریقہ کار اپنا سکتی ہے جو ضابطہ اخلاق کے ذریعے واضح طور پر ممنوع نہیں ہے یا اگر عدالت اسے انصاف کے مقاصد کے لیے یا عدالت کے عمل کے غلط استعمال کو روکنے کے لیے ضروری سمجھتی ہے تو ضروری مضمرات کے ذریعے۔

ضابطے کی دفعہ 151 میں لکھا ہے{'اس ضابطے کی کسی بھی چیز کو عدالت کے ایسے احکامات دینے کے موروثی اختیارات کو محدود یا بصورت دیگر متاثر کرنے والا نہیں سمجھا جائے گا جو انصاف کے مقاصد کے لیے یا عدالت کے عمل کے غلط استعمال کو روکنے کے لیے ضروری ہو۔

عدالت کے موروثی اختیارات ضابطہ کے ذریعے عدالت کو خصوصی طور پر دیے گئے اختیارات کے علاوہ ہیں۔وہ ان اختیارات کی تکمیل کرتے ہیں اور اس لیے یہ ماننا ضروری ہے کہ عدالت ان مقاصد کے لیے ان کا استعمال کرنے کے لیے آزاد ہے۔151 جب ان اختیارات کا استعمال کسی بھی طرح سے ضابطہ میں واضح طور پر فراہم کردہ چیزوں سے متصادم یا مقنّنہ کے ارادوں کے خلاف نہ ہو۔یہ بھی اچھی طرح سے تسلیم کیا جاتا ہے کہ موروثی طاقت کا استعمال اس انداز میں نہیں کیا جانا چاہیے جو ضابطے میں فراہم کردہ طریقہ کار کے منافی یا اس سے مختلف ہو۔

تعین کا سوال یہ ہے کہ کیا مدعی کی کھاتوں کی کتابوں کو ضبط کرنے کے لیے سری رگھوبیر پرشاد کمشنر کو مقرر کرنے والے ایڈیشنل منصف کے متنازعہ حکم کو ایک ایسا حکم کہا جاسکتا ہے جو عدالت اپنے موروثی اختیارات کے استعمال میں منظور کرتی ہے۔موروثی اختیارات نے بائز جن کو دفعہ 151 نے بچایا ہو۔ ضابطے کی دفعات اس طریقہ کار کے حوالے سے ہیں جس پر عدالت کو اپنے سامنے کی وجہ کا فیصلہ کرنے میں عمل کرنا ہے۔یہ اختیارات ان بنیادی حقوق پر اختیارات نہیں ہیں جو کسی بھی مدعی کے پاس ہیں۔ایسے احکامات جاری کرنے کے لیے عدالتوں کو مخصوص اختیارات دیے جانے چاہئیں جو کسی فریق کے ایسے حقوق کو متاثر کریں۔اس طرح

کے اختیارات طریقہ کار کے معاملات میں عدالت کے موروثی اختیارات کے دائرہ کار میں نہیں آسکتے، جو اختیارات عدالت میں اپنے منبع ہیں اور اس کے عمل اور طریقہ کار کو منظم کرنے کے لیے تمام ضروری اختیارات رکھتے ہیں۔

کسی فریق کو اپنے کھاتوں پر مکمل حقوق حاصل ہوتے ہیں۔عدالت کے پاس اپنی جائیداد کو زبردستی ضبط کرنے کا کوئی موروثی اختیار نہیں ہے۔اگر یہ ایسا کرتا ہے تو یہ پارٹی کے نجی حقوق پر حملہ کرتا ہے۔عدالت میں متعلقہ دستاویزات یا کتابیں حاصل کرنے کے لیے ضابطہ اخلاق میں مخصوص طریقہ کار طے کیا گیا ہے تاکہ انہیں ثبوت کے طور پر استعمال کیا جا سکے کیونکہ فریق اپنے معاملے کی حمایت میں ایسے دستاویزات یا کتابیں پیش کرنے کے لیے آزاد ہے جو متعلقہ ہوں۔ایک فریق عدالت سے مدد مانگ سکتا ہے کہ وہ دوسرے فریق کے ذریعے عدالت میں ایسی دستاویزات پیش کرے جو اسے ثبوت میں استعمال کرنا چاہے اور اس فریق کے ذریعے اس کے قبضے میں ہونے کے لیے تسلیم کیا جائے۔اگر کوئی فریق وہ دستاویزات پیش نہیں کرتا جسے اسے قانونی طور پر پیش کرنے کے لیے کہا جاتا ہے، تو عدالت کو ضابطہ کی دفعات کے مطابق اسے سزا دینے کا اختیار حاصل ہے۔عدالت کے پاس اس طرح کے فریق کے خلاف کوئی مفروضہ پیش کرنے کا مزید اختیار ہے جو اپنے قبضے میں متعلقہ دستاویز پیش نہیں کرتا ہے، خاص طور پر اس سے طلب کیے جانے کے بعد۔یہاں تک کہ ایسے معاملات میں جہاں عدالت کسی فریق سے دستاویز طلب کرتی ہے، عدالت کو دستاویز فریق کے قبضے سے زبردستی حاصل کرنے کا کوئی اختیار نہیں دیا گیا ہے۔مدعا علیہان کو ان کھاتوں کی کتابوں پر کوئی حق حاصل نہیں تھا۔وہ ان پر کوئی دعویٰ نہیں کر سکے۔انہوں نے ان کتابوں کو ضبط کرنے کے لیے درخواست دی کیونکہ انہیں خدشہ تھا کہ مدعی ان کھاتوں کی کتابوں میں ایسی اندراجات کر سکتا ہے جو اس مقدمے کے خلاف جا سکتے ہیں جو وہ عدالت میں قائم کر رہے تھے۔مدعا علیہان کی درخواست واقعی عدالت کے دستاویزی ثبوت جمع کرنے کے مترادف تھی جسے مدعا علیہان اس وقت اپنے حق میں سمجھتے تھے۔کسی فریق کے لیے ثبوت جمع کرنا یا یہاں تک کہ حریف فریق کو ان کھاتوں کی کتابوں میں جعلی اندراجات کرنے کے برے نتائج سے بچانا عدالت کا کام نہیں ہے۔اگر مدعی جعلی اندراجات کرتا ہے اور مقدمے میں ثبوت کے طور پر جعلی اندراجات کا استعمال کرتا ہے، تو مدعا علیہان کو ان اندراجات پر اختلاف کرنے اور انہیں جعلی ثابت کرنے کا کافی موقع ملے گا۔

اس لیے ہماری رائے ہے کہ ایڈیشنل منصف کے پاس مدعی کی کھاتوں کی کتابوں کو

ضبط کرنے کے لیے کمشنر مقرر کرنے کا حکم منظور کرنے کا کوئی موروثی اختیار نہیں تھا۔

اس مقصد کے لیے سری رگھوبیر پرشاد کو کمشنر مقرر کرنے کا حکم اس لیے دائرہ اختیار کے بغیر منظور کیا گیا حکم تھا اور اس لیے یہ ایک کالعدم اور باطل حکم تھا۔

ریاست کے فاضل وکیل، مسٹر ماتھر نے اس متبادل میں کہا ہے کہ متنازعہ عمل: ایڈیشنل منصف کی طرف سے اپنایا گیا حکم ضابطہ کی کچھ دفعات کے تحت آتا ہے اور اس میں رول 5 آرڈر XXXVIII اور رولز 1، b اور 7 آرڈر XXXIX اور رول 1 آرڈر 40 ضابطہ کا حوالہ دیا کہ ہم اس دلیل سے متفق نہیں ہیں۔ اعتراض شدہ حکم ان میں سے کسی بھی شق کے تحت منظور نہیں کیا گیا تھا۔ یہ واضح طور پر ایک حکم تھا جسے ایڈیشنل منصف عدالت کے موروثی اختیارات کے استعمال میں منظور کرنا چاہتا تھا۔ حکم یہ تھا:

" یہ عجیب بات ہے کہ 2 سال سے زیادہ عرصے کے بعد اس آخری مرحلے میں اس قسم کی درخواست دی گئی ہے۔ تاہم، انصاف کے مفاد میں، سری رگھوبیر پرشاد کو کمیشن جاری کریں۔ اسے جانا چاہیے اور مدعی سے سال 1951 کے لیے بہہ کھاتاز بابت سالہِ 1951 مدعی سے وصول کرنا چاہیے اور اسے عدالت میں پیش کرنا چاہیے۔ فیس روپے۔ 20، اس کے علاوہ ٹی۔ اے۔ اور چھ دن کے اندر رپورٹ کریں۔ کمیشن کے اخراجات پر ٹیکس نہیں لگایا جائے گا۔

"مزید برآں، آر کی دفعات۔ 5 آرڈر XXXVIII کا مقصد کسی ایسے فرمان کو روکنا ہے جسے غیر نتیجہ خیز اور رول 1 (ب) آرڈر XXXIX کا اطلاق ہوتا ہے جہاں مدعا علیہ قرض دہندگان کو دھوکہ دینے کے لیے اپنی جائیداد کو ٹھکانے لگانے کی دھمکی دیتا ہے۔ ان دفعات میں سے کسی کا بھی پہلے سے بھیجے گئے کیس کے حقائق پر کوئی اطلاق نہیں ہے۔ آرڈر XXXIX کا قاعدہ 7 عدالت کو، کسی مقدمے میں کسی بھی فریق کی درخواست پر، کسی بھی ایسی جائیداد کی حراست، تحفظ یا معائنہ کا حکم دینے کا اختیار دیتا ہے جو اس طرح کے مقدمے کا موضوع ہے یا جس کے بارے میں کوئی سوال پیدا ہوسکتا ہے۔ مدعیوں کی اکاؤنٹس بک 'پراپرٹی' نہیں تھیں جو مقدمے کا موضوع تھیں اور نہ ہی ایسی کہ ان کے بارے میں مقدمہ میں کوئی سوال پیدا ہو سکے۔ اگر مدعی یا مدعا علیہ نے ان پر بھروسہ کرنے کی پرواہ کی ہوتی تو اکاؤنٹس بک، زیادہ سے زیادہ، ثبوت کا حصہ بن سکتے تھے۔ اس لیے ہمارا ماننا ہے کہ ایڈیشنل منشی کو ضابطہ کے تحت مدعی کی کھاتوں کی کتابوں کو ضبط کرنے کے لیے کمشنر مقرر کرنے کا کوئی اختیار نہیں تھا۔

آخر میں ریاست کی جانب سے زور دیا گیا کہ اگرچہ سری رگھوبیر پرشاد کی بطور کمیشن تقرری کالعدم اور باطل ہے کیونکہ ایڈیشنل منصف کو مدعی کی کھاتوں کی کتابوں کو ضبط کرنے کے لیے کمشنر مقرر کرنے کا کوئی دائرہ اختیار نہیں ہے، تعزیرات ہند کی دفعہ 21 کے تشریح 2 کے مد نظر شری رگھوبیر پرشاد کو ایک سرکاری ملازم سمجھا جانا چاہیے۔ اپیل کنندہ کے لیے یہ تنازعہ نہیں رہا ہے کہ اگر سری رگھوبیر پرشاد کی کمشنر کے طور پر تقرری درست ہوتی تو وہ چوتھی شق دفعہ 21 تعزیرات ہند کے پیش نظر ایک سرکاری ملازم ہوتا۔۔ وضاحت 2 دفعہ۔ 21 پڑھتا ہے:"جہاں کہیں بھی "سرکاری ملازم" کے الفاظ آتے ہیں، انہیں ہر اس شخص کے بارے میں سمجھا جائے گا جو سرکاری ملازم کی صورت حال کے حقیقی قبضے میں ہے، اس صورت حال کو برقرار رکھنے کے اس کے حق میں جو بھی قانونی عیب ہو۔"

ریاست کے لیے دلیل یہ ہے کہ اگرچہ سری رگھوبیر پرشاد کی کمشنر کے طور پر تقرری میں قانونی عیب تھا کیونکہ ایڈیشنل منصف کے پاس مدعی کی کھاتوں کی کتابوں کو ضبط کرنے کے مقصد سے کمشنر مقرر کرنے کا کوئی اختیار نہیں تھا، لیکن اس سے اس کی سرکاری ملازم ہونے کی حیثیت متاثر نہیں ہوگی کیونکہ وہ ایک سرکاری ملازم کی صورت حال کے حقیقی قبضے میں تھا۔ ہم اس دلیل سے متفق نہیں ہیں، اور رائے رکھتے ہیں کہ وضاحت صرف اس وقت لاگو ہوتی ہے جب کوئی عہدہ موجود ہو۔ وضاحت اس وقت لاگو نہیں ہوتی جب کوئی پہلے سے موجود عہدہ نہ ہو یا جب مقرر کرنے والے شخص کو مقرر کرنے کا اختیار نہ ہو۔

لفظ حالات بمطابق ویبسٹر کی نیو انٹرنیشنل ڈکشنری آف دی انگلش لینگویج کے مطابق لفظ صورتحال کا مطلب ہے: ملازمت کی پوزیشن یا جگہ، جگہ، دفتر؛ اسٹور میں صورتحال کے طور پر۔ اس وضاحت کے مقاصد کے لیے مناسب معنی 'دفتر' ہوگا۔ 'آفس' دوبارہ، اسی ڈکشنری کے مطابق، ایک خصوصی ڈیوٹی، ٹرسٹ، چارج یا عہدے کا مطلب ہے، جو سرکاری اتھارٹی کے استعمال سے اور عوامی مقصد کے لیے دیا گیا ہے۔ ٹرسٹ یا اتھارٹی کا عہدہ جو سرکاری طاقت کے ایک ایکٹ کے ذریعے دیا گیا ہے۔ عوامی کام یا ملازمت کو استعمال کرنے اور اس سے تعلق رکھنے والے معاوضے (اگر کوئی ہوں) حاصل کرنے کا حق؛ بطور ایگزیکٹو یا عدالتی دفتر۔

وسیع تر معنوں میں، ملازمت میں کوئی بھی عہدہ یا جگہ حکومت، خاص طور پر اعتماد یا اختیار کی۔ ڈکشنری مزید مختلف الفاظ آفس، پوسٹ، تقرری، صورتحال اور جگہ کے اشارے میں فرق کو نوٹ کرتی ہے اور کہتی ہے: دفتر عام طور پر (خاص طور پر عوامی) اعتماد یا اختیار کی پوزیشن کی

تجویز کرتا ہے؛ اورصورتحال ملازمت کے خیال پر زور دیتی ہے، خاص طور پر ماتحت پوزیشن میں؛ جیسا کہ، گورنس کی حیثیت سے، نجی سکریٹری کی حیثیت سے صورتحال تلاش کرنا۔

اس لیے یہ واضح ہے کہ اس وضاحت کے اطلاق کے لیے یہ ضروری ہے کہ متعلقہ شخص سرکاری ملازم کے پہلے سے موجود عہدے کے حقیقی قبضے میں ہو۔ اگر کوئی عہدہ یا پوسٹ نہیں ہے، تو کسی بھی شخص کے اس کے حقیقی قبضے میں ہونے اور متعلقہ شخص کے اس وضاحت کی شرائط کے اندر آنے کا کوئی سوال نہیں ہوسکتا۔ کمشنر کا کوئی عہدہ یا دفتر موجود نہیں تھا۔ یہاں جو کچھ ہوا وہ یہ تھا کہ سری رگھو بیر پرشاد کو کچھ دستاویزات ضبط کرنے اور اپنے قبضے میں رکھنے کا اختیار تھا۔ موجودہ معاملے میں نہ تو کمشنر کا کوئی موجودہ دفتر تھا، اور نہ ہی ایڈیشنل منصف کو مدعی کی کھاتوں کی کتابوں کو ضبط کرنے کے مقصد سے سری رگھو بیر پرشاد کو کمشنر مقرر کرنے کا اختیار تھا اور اس لیے یہ وضاحت سری رگھو بیر پرشاد کی کمشنر کے طور پر تقرری پر لاگو نہیں ہوتی۔ اس لیے سری رگھو بیر پرشاد کو سرکاری ملازم نہیں ٹھہرایا جا سکتا۔

لہذا ہم اپیل گزاروں کی دلیل کو قبول کرتے ہیں اور یہ مانتے ہیں کہ سری رگھو بیر پرشاد سرکاری ملازم نہیں تھے اور اس لیے اپیل گزاروں نے تعزیراتِ ہند کی دفعہ 165a کے تحت کوئی جرم نہیں کیا۔ کہ اُنہوں نے بطور رشوت روپے کی کمشنر کو پیش کی کہ وہ اپنے تحویل میں حساب و کتاب میں چھیڑ چھاڑ کرے۔ اس لئے ہم اپیل کی اجازت دیتے ہیں اور ذیلی عدالت کے حکم کو کالعدم قرار دیتے ہیں اور اپیل کنندگان کو ارتقاب جرم زیر دفعہ 165a سے بری کر دیتے ہیں۔ اور ہدایت کر دیتے ہیں کہ اگر جرمانہ ادا ہوا ہو وہ واپس ادا کیا جائے۔ اپیل کنندگان ضمانت پر رہا ہے اس لئے کاغذاتِ ضمانت منسوخ کئے جاتے ہیں۔

اپیل کی اجازت دی گئی۔